ابو معاویہ مفتی منظور احمد تونسوی (رئیس الافتاء جامعہ قاسم العلوم ملتان)

ایک شیعہ کے تیس ۳۰ سوال اور اُن کے جوابات

● اکتوبر ۱۹۹۲ء کے شمارہ میں اِس مضمون کی پہلی اور دسمبر ۱۹۹۲ء میں آخری قسط شائع ہوئی۔ پہلی قسط میں صفحہ نمبر ۳۲ پر آخری سطر اِن الفاظ پر ختم ہوئی تھی "اور اُن سے مغفرت و جنت کا وعدہ فرمایا ہے" ● پہلی اور دوسری قسط کا درمیانی حصہ سہواً شائع ہونے سے رہ گیا۔ ذیل میں غیر مطبوعہ حصہ شائع کیا جا رہا ہے۔ قارئین آئندہ شائع ہونے والی اقساط کو پہلی اور دوسری قسط کے درمیان مربوط کر لیں۔

اِس غلطی پر ہم صاحبِ مضمون اور اپنے قارئین سے معذرت خواہ ہیں۔ (ادارہ)

(۱) ارشاد فرمایا
والزمهم كلمة التقوى وكانوااحق بهاواهلها الايه پ ٢٦ سورة الفتح
ترجمہ اللہ نے پرہیز گاری کا کلمہ ان سے لازم کر دیا اور وہ اسکے مستحق (بھی) تھے۔

(۲) ان الذين يغضون اصواتهم عند رسول الله اولئك الذين امتحن الله قلوبهم للتقوى الايه پ ٢٦
ترجمہ جو لوگ اپنی آوازیں اللہ کے رسول کے حضور میں پست رکھتے ہیں۔ یہ ہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے پرہیزگاری کیلئے پرکھ (چن) لیا ہے۔

(۳) اولئك مبرء ون مما يقولون لهم مغفرة ورزق كريم الايه پ ١٨ سورة النور۔
ترجمہ یہ ان الزامات سے بری ہیں جو لوگ (روافض وغیرہ) کہتے ہیں ان (صحابہ کرامؓ) کیلئے بخشش ہے اور اچھی روزی۔

(۴) وكلا وعد الله الحسنى الايه پ ٥ سورة النساء و پ ٢٧۔
ترجمہ اور سب سے اللہ نے جنت کا وعدہ فرمایا ہے۔

(۵) اولئك هم الصادقون الايه پ ٢٨ سوره الحشر
ترجمہ یہ صحابہ کرامؓ سب سچے ہیں۔

(۶) رضى الله عنهم ورضوا عنه الايه پ ٢٨، ١١، ٣٠ سورة المجادلہ۔ والتوبتہ۔

ترجمہ		اللہ ان سے (صحابہ) سے راضی یہ (صحابہؓ) اللہ سے راضی ہیں

(۷)		اولئک هم الراشدون حقاء الایہ البینہ۔

یہ صحابہ کرامؓ سب کے سب یقیناً ھدایت یافتہ ہیں

(۸)		والسبقون الاولون من المهجرین والانصار والذین اتبعوهم باحسان رضی الله عنهم ورضواعنہ واعد لهم جنت تجری من تحتها الانهار خلدین فیها ابدا۔ ذالک الفوز العظیم۔ سورہ توبہ پ ۱۱۔

ترجمہ		اور سب میں اگلے پہلے مہاجرؓ و انصارؓ اور جو بھلائی کیساتھ انکے پیرو ہوئے اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی اور ان کے لئے تیار کر رکھے ہیں۔ وہ باغ جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں گے یہ بڑی کامیابی ہے۔

(۹)		والذین امنو وهاجدو ا وجاهدوا فی سبیل الله والذین اووانصروا اولئک هم المومنون حقا۔ لهم مغفرة ورزق کریم۔ الایہ سورة الانفال پ ۱۰۔

ترجمہ		اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت وجہاد کئے اور جنہوں نے انہیں (مہاجرینؓ کو) جگہ دی اور انکی مدد کی یہ سب سچے مومن ہیں ان کے لئے بخشش ہے اور اچھی روزی"

(۱۰)		وکره الیکم الکفر والفسوق والعصیان الایہ الحجرات پ ۲۶۔

ترجمہ۔		اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلوں میں کفر، فسق، اور گناہوں سے نفرت ڈال دی۔"

علاوہ ازیں سینکڑوں آیات ہیں۔ یہ صفات فاسقوں کے نہیں ہوسکتے۔ ہم اہل السنہ والجماعۃ چونکہ قرآن مجید کی ابدی صداقتوں پر ایمان رکھتے ہیں اس وجہ سے مندرجہ بالا آیات اور انکے علاوہ بے شمار آیات کی بنا پر کہتے ہیں کہ جنکے جنتی ہونے، مغفور و مرحوم ہونے کا اللہ جل و اعلان فرمارہے ہیں ان پر اعتراض و شبہ یا تنقید و تبراء کرنا حرام ہے۔

تاریخی واقعات ۹۵ فیصدی غلط اور بکواس ہیں۔ تاریخ اپنے مصنف کی آئینہ دار ہوتی ہے۔ اور اسکی تدوین کی ابتدا طبری جیسے غلیظ لوگوں کے ہاتھوں ہوئی ہے یا پھر ابی مخنف لوط بن یحییٰ جیسے خبیث لوگوں کے ہاتھوں لہذا جو تاریخی واقعہ کسی صحابی کا فسق ثابت کرے وہ مردود ہے۔ کیونکہ قرآن مجید انہیں عادل متقی، جنتی، ھدایت یافتہ، پکا سچا مومن فرمارہا ہے قرآن سچا ہے اور تاریخ جھوٹی۔ کسی مورخ یا محدث یا راوی کی غلطی مان لینا آسان ہے۔ مگر صحابی رسول کا فسق ماننا مشکل ہے۔ اس لئے کہ اسے فاسق ماننے سے قرآن مجید کی تکذیب لازم آتی ہے۔ جو امر محال ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ تمام صحابہؓ کرام ان قرآنی شہادتوں کی بنا پر انسانی بک بک سے بلند و بالاہیں ان پر تنقید و جرح کرنا حرام ہے اور نصوص قرآنی کے خلاف ہے وہ سب متقی، پرہیزگار۔ عادل۔ ثقہ۔ معیار حق اور تنقید سے بالاتر ہیں۔ الصحابۃ کلھم عدول۔ نیز یہ ایک مسلمہ ضابطہ ہے کہ جج منٹ کیلئے فائق یا کم از کم درجہ میں مساوی ہونا ضروری ہے۔ کچھی پہلی والے کوایم۔ اے پاس پر اعتراض کا حق نہیں پہنچتا۔ پیارے اگر خدا واسطہ کا بیرا نہیں یا تعصب کی عینک نہیں چڑھا رکھی تو امید ہے کہ بات ذھن نشین ہو گئی ہو گی کہ ہم معصوم نہ ماننے کے باوجود اس مقدس و پاکباز

جماعت پر سب و تبرا اور جرح و تنقید سے کیوں منع کرتے ہیں۔ کائنات کے سب سے بڑے سچے صلی اللہ تعالیٰ و علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو میرے صحابہؓ پر تبرا اور سب و شتم کرے یا انہیں لینی تنقید کا نشانہ بنائے اس پر خدا کی لعنت ہے۔"

سوال نمبر ۶۔ کا جواب گزشتہ سطور میں بالتفصیل لکھا جا چکا ہے۔ ویسے چند احادیث ذکر کئے دیتا ہوں۔

۱۔ عن عبداللہ بن مغفلؓ الخ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ سے ڈرو میرے صحابہؓ کے متعلق اللہ سے ڈرو میرے صحابہ کے بارے میرے بعد انہیں تنقید کا نشانہ نہ بنانا روا ترمذی مشکوٰۃ مناقب صحابہ ص ۵۵۴ ج ۲

۲۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب ایسے لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کو سب و تبرا کرتے ہوں تو کہو کہ تمہارے شر پر اللہ کی لعنت ہو۔

۳۔ فرمایا میرے صحابہ کی تعظیم کیا کرو کیونکہ وہ تم سب سے بہتر اور افضل ہیں۔ مشکوٰۃ

ان آیات و روایات کی بنا پر کسی صحابی رسول ﷺ پر سب و تبرا اور جرح و تنقید حرام ہے۔ ورنہ پھر قرآن کا اعتبار باقی نہیں رہیگا۔ اور حضور کی نبوت کے چونکہ عین شاہد ہیں اگر تنقید و تبرا کا دروازہ کھول دیا جائے تو پھر آپ کا دعویٰ نبوت مشکوک ہو جائیگا۔

سوال نمبر ۷۔ کا خلاصہ۔ صحابہ کرامؓ خصوصاً اصحاب ثلاثہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دوستوں اور عزیزوں کو ستایا اور انکا حق انہیں نہ دیا۔ سیدہ فاطمہؓ کا حق وراثت چھین لیا لہذا یہ لوگ تعظیم و اکرام اور ادب و احترام کے قابل نہیں۔ نعوذ باللہ من ذالک۔

جواب۔ یہ سب مفروضہ ہے اسکی کوئی حقیقت نہیں صحابہ کرامؓ کے سینے آپس کے بغض و حسد سے بالکل پاک و صاف تھے۔ کیونکہ قرآن کریم انکے متعلق اس طرح صفائی بیان فرما رہا ہے کہ

والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم الایہ پ ۲۶

اور وہ جو رسول اللہ کے ساتھی ہیں وہ کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں ایک دوسرے پر رحیم و شفیق (شیر و شکر ہیں) جب رب تعالیٰ انکے متعلق اعلان فرما رہے ہیں کہ وہ آپس میں ایک دوسرے پر مہربان ہیں۔ تو پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ ایک دوسرے کے دشمن ہوں۔ صحابہ کرامؓ کی تمام جنگیں اللہ تعالیٰ کیلئے تھیں۔ نفس کیلئے ہرگز نہ تھیں۔ ان میں سے بعض کو غلط فہمی ہوئی تھی (اجتہادی غلطی) بعض بالکل حق پر تھے مگر جن سے جو غلطی ہوئی وہ اجتہادی تھی۔ جو شرعاً حرام نہ تھی۔ اسکا کھلا ہوا ثبوت ان امور سے ملتا ہے۔

(۱) جنگ جمل میں حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کو سیدہ طاہرہ صدیقہ محبوبہ محبوب خدا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لشکر پر غلبہ حاصل ہوا۔ اور جب حضرت سیدہ کے سواری کے اونٹ کو گرا دیا گیا تو انہیں گرفتار نہ کیا بلکہ نہایت احترام و عزت کے ساتھ والدہ محترمہ کا سا ادب کرتے ہوئے مدینہ منور واپس پہنچا دیا نہ انکے مال پر قبضہ کیا اور نہ انکے کسی سپاہی پر کوئی سختی فرمائی۔ اس پر خوارج نے اعتراض کیا کہ دشمن پر قبضہ پا کر اسے چھوڑ کیوں دیا۔ تو حضرت امیر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ عائشہ صدیقہؓ بحکم قرآن ہماری ماں ہیں رب تعالیٰ کا ارشاد

۵- وازواجہ امھاتھم الایہ پ ۲۱ یعنی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیویاں مسلمانوں کی مائیں ہیں۔ اور ماں بحکم قرآن
۶ پر حرام ہے جبکہ لونڈی (کنیز) مولی پر حلال ہوتی ہے۔ قرآن کریم میں ہے حرمت علیکم امھاتکم الایہ پ ۴ کہ تم
۷ پر تمہاری مائیں حرام کر دی گئیں۔ لہذا اگر تم سیدہ صدیقہؓ کو ماں نہیں مانتے تو کافر اور اگر انہیں ماں جان کر انکو باندی بنا کر رکھنا جائز مانتے ہو تو کافر۔ (صواعق محرقہ)

(۲) سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مابین جنگ کے زمانہ میں حضرت عقیل بن ابی طالبؓ یعنی حضرت علی مرتضی کے بڑے بھائی۔ حضرت معاویہؓ کے ہاں پہنچ گئے۔ حضرت امیر معاویہ نے انکا بہت ادب و احترام کیا اور ایک لاکھ روپیہ نذرانہ پیش کیا اور ایک لاکھ روپیہ سالانہ انکا وظیفہ مقرر کیا۔ اس دوران حضرت عقیلؓ فرمایا کرتے تھے کہ حق علیؓ کیطرف ہے۔ (صواعق محرقہ)

(۳) حضرت امیر معاویہؓ کے سامنے ایک شاعر نے سیدنا علیؓ کی تعریف میں قصیدہ پڑھا جس میں حضرت علیؓ کی بہت زیادہ تعریف فرمائی حضرت امیر معاویہؓ ہر ہر شعر پر جھوم جھوم کر فرماتے تھے کہ واقعی علیؓ ایسے ہی ہیں اور قصیدے کے اختتام پر شاعر کو آپؓ نے سات ہزار اشرفیاں انعام دیں۔ کسی نے پوچھا کہ اے امیر! جب آپؓ حضرت علیؓ کے ایسے معتقد ہیں تو پھر ان سے جنگ کیوں کر رہے ہیں؟ جواب دیا "الملک عقیم" یعنی یہ مذہبی جنگ نہیں ہے بلکہ ملکی معاملات کی جنگ ہے یعنی خون عثمانؓ کی جنگ ہے (الناھیہ)

(۴) ایک مرتبہ سیدنا حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے کہا کہ آج میں آپ کو ایسا نذرانہ پیش کرنا چاہتا ہوں جو آج تک کسی نے کسی کو نہ دیا ہو۔ یہ کہکر چار لاکھ روپیہ نذرانہ پیش کیا جو حضرت حسنؓ نے قبول فرمالیا (کتاب الناھیہ) تو انکا سب کچھ للہ تھا۔ انمیں نفسانی خواہشات کارفرما نہ تھیں۔ رب تعالیٰ خود جو ارشاد فرما رہے ہیں۔

رحماء بینھم الایہ پ ۲۶۔

کہ اصحابؓ محمد ﷺ آپس میں ایک دوسرے پر رحیم و شفیق اور مہربان ہیں۔

درج ذیل سطور میں ہم انکے باہمی خوش گوار اور محبت و احترام کے چند واقعات درج کرتے ہیں خصوصاً سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے اصحاب ثلاثہؓ کے ساتھ تعلقات کی ایک جھلک ملاحظہ ہو۔ صدیق اکبرؓ اور علی مرتضیٰ

(۱) شیعہ مذہب کے وکیل جناب مولوی مقبول احمد دہلوی شیعی نے ترجمۃ القرآن اور حواشی لکھے ہیں انکا ایک ضمیمہ مطبوعہ ہے اسکے ص ۴۱۵ پر لکھتے ہیں۔

"پھر (علیؓ شیر خدا) اٹھے اور نماز کے قصد سے وضو فرما کر مسجد میں تشریف لائے اور ابو بکرؓ کے پیچھے نماز میں کھڑے ہوگئے۔

(۲) مرزا فیع باذل ایرانی نے اپنی مشہور تصنیف "حملہ حیدری" میں اس مضمون کو نظم کیا ہے۔ لکھتے ہیں۔

کشید نہ صف اہل دیں از قفا۔

دراں صف ہم استاد شیر خدا

یعنی ابو بکرؓ کے پیچھے جب اہل دین نے نماز کیلئے صف تیار کی تو اس صف میں حضرت علیؓ شیر خدا بھی

شریک ہو کر کھڑے ہوئے۔" حملہ حیدری طبع قدیم ایرانی ص ۲۵۹ ج ۲ ذکر اغرانمودن ابوبکر و عمر خالد بن ولید را بر قصد قتل شاہ اولیا۔

(۳) گیارھویں صدی کے شیعہ مجتہد ملا باقر مجلسی اصفہانی نے اپنی تصنیف مراۃ العقول شرح اصول" طبع قدیم ایرانی ص ۳۸۸ بحث فی الاشارۃ الی بعض مناقب فاطمہ و قصہ فدک سنہ طباعت ۱۳۲۱ھ۔ میں صراحت کیساتھ یہ مسلہ درج کیا ہے کہ۔

"حضر المسجد و صلی خلف ابی بکرؓ" یعنی حضرت علیؓ مسجد نبوی میں تشریف لائے اور ابوبکرؓ کے پیچھے نماز ادا کی۔

(۴) علی بن ابراھیم القمی اپنی تفسیر قمی ص ۲۹۵ سن طباعت ۱۳۱۵ھ تحت ایت فات القربی حقہ پارہ بست و یکم سورہ روم۔ لکھتے ہیں۔ ثم قال و تھیاء للصلوۃ و حضر المسجد و وقف خلف ابی بکرؓ و صلی لنفسہ۔" پھر حضرت علیؓ اٹھے اور نماز کی تیاری کی اور مسجد نبوی میں حاضر ہوئے اور ابوبکرؓ کے پیچھے کھڑے ہو کر اپنی نماز ادا کی۔"

(۵) احتجاج طرسی صفحہ ۵۳ طبع طھران بحث احتجاج امیر المومنین علیؓ۔ ابی بکرؓ و عمرؓ۔ سن طباعت ۱۳۰۲ھ لکھتے ہیں

قال وتھیاء للصلوۃ و حضرالمسجد و صلی خلف ابی بکرؓ۔

یعنی حضرت علی کھڑے ہوئے اور نماز کیلئے تیاری کی اسکے بعد مسجد نبوی میں حاضر ہو کر ابوبکرؓ کے پیچھے نماز ادا کی۔

(۶) تلخیص الشافی میں شیخ الطائفہ شیخ طوسی نے بھی اس مسئلہ کو تسلیم کرتے ہوئے لکھا ہے

"و ان ادعی صلوۃ مظھرۃ للاقتداء فذاک مسلم لانہ الظاھر"

یعنی حضرت علیؓ کا ابوبکر الصدیقؓ کی ظاہر اقتداء میں نماز ادا کرتے رہنا مسلمات میں سے ہے کیونکہ یہ ظاہر ہے۔ تلخیص الشافی ص ۳۵۴ طبع قدیم۔

علی المرتضیؓ نے صدیقؓ اکبر کو خلیفہ بر حق اور جانشین رسول تسلیم کرتے ہوئے انکی اقتداء میں نمازیں ادا کیں چنانچہ ذیل میں ہم حضرت علیؓ کا صدیق اکبرؓ کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کرنے کے متعلق چند روایات نقل کرتے ہیں جن سے صدیقی اور مرتضوی تعلقات کا باسانی اندازہ ہوسکتا ہے۔

(۱) امام محمد باقر فرماتے ہیں۔۔۔۔

"وابو ان یبایعو احتی جاووا بامیرالمؤمنین علیہ السلام مکرھاً فبایع"

فروع کافی صفحہ ۱۱۵ ج ۳ کتاب الروضہ طبع نول کشور لکھنؤ از محمد بن یعقوب کلینی رازی۔

(۲) و کتاب الروضہ من الکافی ص ۷۰ ۸۵/۲ طبع جدید طھرانی بمع شرح فارسی۔ (۔)

(۳) رجال کشی ابو عمرو کشی مطبوعہ بمبئی ص ۷ مطبوعہ تہران ص ۱۲ تذکرہ سلمان فارسی۔

عبارت مندرجہ بالا کا حاصل یہ ہے کہ حضرت علیؓ کے حمایت کرنے والے لوگوں نے بیعت ابوبکرؓ سے انکار کر دیا۔ حتی کہ امیر المومنین علیؓ کو مجبور کر کے لائے انہوں نے بیعت کی تب (ان لوگوں نے بھی بیعت کی)، ایک ضروری یاداشت۔ پڑھے لکھے لوگوں کیلئے یہ اطلاع کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس مسئلہ کے بارے میں شیعہ مجتہدین و ائمہ نے بہت پیچ و تاب کھائے ہیں کہ کسی طرح حضرت علیؓ کا بطیب خاطر بیعت کرنا ثابت نہ ہو۔ چنانچہ کبھی کہا کہ حضرت علی کو مجبور کیا گیا ہے۔

آپ نے جبر و اکراہ کی بنا پر مجبوراً ابوبکر صدیقؓ کے ساتھ بیعت کی تھی۔ کبھی کہتے ہیں کہ فتنہ و فساد سے بچنے کیلئے اور دفع شر کی خاطر بیعت کر لی تھی۔ اور کبھی یہ عذر پیش کیا جاتا ہے کہ حضرت علی نے وقتی مصائب اور آئندہ پیش آنے والے واقعات سے ڈر کر بیعت کر لی تھی۔ اور کبھی یہ کہا جاتا ہے کہ ایفائے عہد اور اتمام وعدہ کیلئے یہ بیعت ہوئی تھی۔ اور کبھی یہ عذر تراشہ گیا کہ مسلمانوں میں انتشار و افتراق پیدا ہونے کے خدشہ کی بناء پر حضرت علیؓ نے بعیت کر لی تھی تاکہ مسلمانوں کا اتحاد قائم رہے۔ یا للعجب

اسی روش قدیمہ کی بناء پر یہ کہا گیا ہے کہ حضرت علی کو مجبور کر کے لایا گیا۔ حالانکہ یہ جھوٹ ہے شیر خدا کو کوئی مجبور نہیں کر سکتا تھا۔

(۲) دوسری روایت شیعہ مذہب کے مشہور مجتہد شیخ ابو منصور احمد بن علیؓ الطبرسی نے اپنی مسلمہ کتاب احتجاج طبرسی میں امام محمدؒ باقر کی روایت درج کی ہے لکھتے ہیں کہ۔

فلما وردت الکتاب علی اسامہ انصرف بمن معہ حتی دخل المدینتہ فلما رای اجتماع الخلق علی ابی بکرؓ الظلق الی علیؓ بن طالب فقال ماھذا؟ قال لہ علی ھذا ماتری قال اسامۃ فھل بایعتہ؟ فقال نعم۔ احتجاج طبرسی ص ۵۰ مطبوعہ مشہد عراق ۱۳۰۲ء

خلاصہ یہ کہ جب اسامہ بن زیدؓ کے پاس چٹھی پہنچی تو وہ اپنے ساتھیوں سمیت مدینہ شریف میں واپس آ گئے اور دیکھا کہ بیعت کیلئے ابوبکر کے پاس لوگ جمع ہو چکے ہیں تو اسامہ حضرت سے علی نے فرمایا کہ جو کچھ آپ دیکھ رہے ہیں وہی ہے پھر اسامہؓ نے پوچھا کہ کیا آپ نے ابوبکر (الصدیق) سے بیعت کر لی ہے؟ تو حضرت علی نے فرمایا کہ ہاں کر لی ہے؟

علاوہ ازیں شیعہ مذہب کی بیسیوں کتابوں میں یہ مسئلہ نہایت واضح طور پر مندرج ہے۔ مثلاً قاضی نور اللہ شوستری مجالس المومنین مجلس سوم خالدؓ بن ولید کے تذکرہ میں اور مشہور مجتہد سید مرتضیٰ علم الھدیٰ اپنی معتبر کتاب الشافی میں۔ اور مشہور شیعہ مؤرخ مرزا محمد تقی اپنی مستند کتاب ناسخ التواریخ جلد سوم از کتاب دوم در وقائع اقالیم سبعہ ص ۵۳۲ میں نہج البلاغہ مصری طبع ص ۸۹/۱۰۷ میں شرح نہج البلاغہ لابن ھیثم بحرانی طبع جدید ص ۹۳/۲۰۷ و ص ۱۵۶/۱۰۷ درہ نجفیہ شرح نہج البلاغہ ص ۹۹ طبع قدیم ایرانی وغیرہ میں مسئلہ بیعت صدیقؓ اکبر نہایت واضح طور پر لکھا ہوا ہے میں نہ مانوں کا تو کوئی علاج نہیں ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تو ان بزرگوں کیساتھ غایت درجہ کی محبت تھی اور غایت درجہ کا ادب فرماتے تھے چنانچہ محمد بن الحنفیہ حضرت علیؓ کے صاحبزادے اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد جناب علی مرتضیٰؓ سے پوچھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ساری کائنات سے افضل کون ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ ساری کائنات سے حضور ﷺ کے بعد افضل ابوبکرؓ ہیں انکے بعد عمرؓ ہیں۔

عن محمدبن الحنفیتہ قال قلت لابی ای الناس خیر بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ابوبکر قال قلت ثم من قال عمر الخ بخاری شریف جلد ۱ ص ۵۱۸

حضرت امام جعفر صادق فرماتے ہیں" ابوبکر صدیق ہیں۔ صدیق ہیں۔ صدیق ہیں۔ جو انہیں صدیق نہ کہے خدا

تعالیٰ اسکی کسی بات کو دنیا و آخرت میں سچا نہ کرے (کشف الغمہ عن معرفۃ الائمہ ایران ص ۲۲۰ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ اگر میری وفات ہو جائے تو لوگ ابو بکر کی بیعت کریں گے (فروع کافی کتاب الروضہ ۱۶۰ مطبوعہ لکھنؤ) پسجب سب صحابہ نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لی تو امام باقر فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے بھی آپکی بیعت کر لی۔ فروع کافی کتاب الروضہ ص ۱۲۶۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اصحاب ثلاثہؓ کے ساتھ انتہا درجہ صاف کریں یہی وجہ ہے کہ آپ نے اپنی اولاد کے نام انہیں بزرگوں کے نامور پر رکھے۔

۱۔ ابو محمد عبد اللہ بن مسلم بن قتیبہ الدنیوری متوفی ۲۷۶ھ نے اپنی مشہور کتاب المعارف ص ۶۲ پر بحث خلافت علیؓ بن ابی طالب میں حضرت علی کی اولاد کا ذکر کرتے ہوئے انکے اسماء تحریر کیے ہیں الحسن والحسین و محسنا و محمد ابا وعبید اللہ وابا بکر۔۔۔۔ وعمر۔۔۔۔۔ ویحییٰ وجعفر والعباس وعبد اللہ الخ۔

۲۔ ابو محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم اندلسی متوفی ۴۵۶ھ نے اپنی معروف کتاب جمھرۃ انساب العرب مطبوعہ مصر ص ۳۷،۳۸ بحث اولاد علی بن ابی طالب میں ذکر کیا ہے۔ الحسن۔۔۔ محمد الحسین ابا عبد اللہ والحسن ابا عبد اللہ و عمر امہ المھباء والعباس۔۔۔۔ ابو بکر و عثمان و جعفر عبد اللہ و عبید اللہ و محمد الاصغر و یحییٰ و قتل ابو بکر و جعفر و عثمانی والعباس مع اخیھم الحسین الخ جمھرۃ الانساب لابن حزم ص ۳۷،۳۸۔

فاضل علی بن عیسیٰ اربلی شیعہ نے اپنے کتاب کشف الغمہ جلد ۱ ص ۵۹۰ میں اولاد علی میں ان اسماء کا تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

یہ روایات اور انکے علاوہ بیشمار روایات حدیث و تاریخ سے تو ان حضرات کے باہمی قریبی خوشگوار اور نہایت عمدہ دوستانہ تعلقات اور رشتہ داریاں ثابت ہوتی ہیں۔

نیز یہ مفروضہ کہ اصحاب نے بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حق جائیداد انہیں نہ دیا اسکا آسان جواب تو یہ ہے کہ ایں گناہیست کہ در شہر شما نیز کنند۔ حضرت علیؓ نے اپنے چھ سالہ دور خلافت میں اور حضرت حسن نے اپنے چھ ماہ کے دور خلافت میں یہ حق حقداروں کو دیا تھا یا نہ؟ اگر حضرت علی نے اپنے زمانہ خلافت میں فدک کا باغ اور حق میراث سیدہ کے شرعی ورثا کو دیا ہے تو اسکا ثبوت آپکے ذمہ ہے؟ اور اگر حضرت علیؓ و حضرت حسنؓ نے بی بیؓ کے ورثاء کو انکا میراث نہیں دیا اور یقیناً نہیں دیا تو پھر اصحاب ثلاثہؓ کا کیا قصور ہے۔ اس جرم میں تو سب برابر ہیں یہ کیا بے انصافی ہے کہ ان تین خلفاء راشدینؓ پر تو اعتراض کیا جائے مگر حضرت علیؓ پر اعتراض نہ ہو۔ وجہ فرق کیا ہے؟

سوال نمبر ۸ کا حاصل یہ ہے کہ اسلام میں معیار فضیلت تقویٰ ہے؟ تو پھر تم اصحاب رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مغفور و جنتی کیوں کہتے ہو۔ اگر صحابیت کا شرف ہر کسی کیلئے بغیر تقویٰ کے باعث نجات ہے تو پھر صحیح بخاری اور صحیح مسلم کتاب الفتن اور کتاب الحوض میں اصحاب رسول ﷺ کا دوزخ کیطرف جانا اور حضور ﷺ کا تعجب فرما کر روکنا کیوں مرفوع ہے؟

جواب: معیار فضیلت واقعی تقویٰ ہے اور تقویٰ کے سارے معارج، تقویٰ کے تمام درجات شرف صحابیت سے فروتر ہیں۔ یہی وہ جماعت ہے کہ ساری جماعت کے جنتی ہونے کا اللہ نے اعلان فرمایا۔ وکلاً وعد اللہ الحسنی الا